This factsheet has been translated into the local language thanks to the valued support of local NGOs

# گلوبل ٹارچر انڈیکس 2025:
# انڈیا فیکٹ شیٹ

### مجموعی طور پر گلوبل ٹارچر انڈیکس اسکور:

ہائی رسک

گلوبل ٹارچر انڈیکس 2025 پہلا تجزیہ ہے جو دنیا بھر کے 26 ممالک میں تشدد اور بدسلوکی کے خطرے کا اندازہ لگانے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ بھارت کے لیے 2025 کی اس فیکٹ شیٹ میں ملک کی مجموعی کارکردگی کا تجزیہ، موضوعاتی ستونوں کی توڑ پھوڑ اور تشدد کے خلاف جنگ میں بامعنی تبدیلی لانے اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے اہم سفارشات شامل ہیں۔

## بھارت میں تعاون کرنے والی تنظیمیں:

لوگوں کی گھڑی

ایک نظر میں

خاص طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائیوں اور پوچھ گچھ کے دوران پولیس اور سکیورٹی فورسز کی جانب سے تشدد کا ارتکاب بھارت میں وسیع پیمانے پر اور منظم ہے۔ گلوبل ٹارچر انڈیکس 2023 اور 2024 میں جمع کیے گئے اعداد و شمار کی بنیاد پر ملک کو تشدد اور بدسلوکی کے اعلی خطرے کا سامنا کرنے کے طور پر درجہ بندی کرتا ہے۔ **شدید مار پیٹ، جبری اعتراف جرم اور حراست میں موت کے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہیں، خاص طور پر دلتوں، آدیواسیوں، مسلمانوں، ایل جی بی ٹی کیو آئی اے + افراد اور مہاجر مزدوروں جیسی پسماندہ برادریوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔** مغربی بنگال کے باشندے، خاص طور پر ہندوستان-بنگلہ دیش سرحد کے قریب، ریاستی فورسز کی طرف سے معمول کے تشدد، تشدد اور ماورائے عدالت ہلاکتوں کا سامنا کرتے ہیں۔ بارڈر سیکورٹی فورس (بی ایس ایف) کو دی گئی قانونی استثنیٰ متاثرین کے احتساب اور انصاف میں بری طرح رکاوٹ ہے۔

عام طریقوں میں غیر سرکاری مقامات پر غیر قانونی حراست اور ماورائے عدالت قتل شامل ہیں ، جو اکثر پولیس اہلکاروں کے لئے ترقیوں کے ساتھ انعام دیا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کے محافظوں کو باقاعدگی سے من مانی گرفتاریوں، احتیاطی حراست اور تشدد اور بدسلوکی کا نشانہ بنایا جاتا ہے، جو ادارہ جاتی تشدد اور استثنیٰ کے کلچر کو اجاگر کرتا ہے۔

ہندوستان کا سیاسی اور ادارہ جاتی فریم ورک اس بحران میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تشدد پر آئینی پابندیوں کے باوجود، تشدد یا سی آئی ڈی ٹی پی کو جرم قرار دینے کے لئے کوئی مخصوص قومی قانون سازی نہیں ہے، اور تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کے کنونشن (یو این سی اے ٹی) اور اس کے اختیاری پروٹوکول سمیت اہم بین الاقوامی معاہدے غیر مطمئن ہیں۔ غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ (یو اے پی اے) میں ۲۰۱۹ کی ترمیم نے کارکنوں کو دہشت گردوں کے طور پر من مانے طور پر لیبل لگانے کے قابل بنا دیا ہے، جس سے اختلاف رائے کو دبانے میں تیزی آئی ہے۔ اگرچہ باضابطہ طور پر بین الاقوامی نگرانی کی دعوت دی جاتی ہے، لیکن بھارت تشدد سے متعلق اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے جیسے میکانزم کے دوروں کو مؤثر طریقے سے روکتا ہے، جو تشدد سے جامع طور پر نمٹنے کے لئے ناکافی سیاسی عزم کی عکاسی کرتا ہے۔

نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن نے 2023 میں **تقریبا 2400 معاملوں کے بعد 2739 حراستی اموات کی اطلاع دی۔ اس کے علاوہ 2022 میں عدالتی تحویل میں 1995 قیدیوں کی موت ہوئی جن میں 159 غیر فطری اموات بھی شامل ہیں۔**

OMCT
SOS-Torture Network

**2018 سے لے کر اب تک کم از کم 61 انسانی حقوق کے محافظوں کو یو اے پی اے کے تحت حراست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔** ہائی پروفائل معاملوں میں سماجی کارکن پروفیسر جی این سائی بابا کی طویل قید اور اس کے بعد موت شامل ہے، جنہیں شدید معذوری کے باوجود حراست میں رکھا گیا تھا، اور صحافی صدیق کپن کو ذات پات کے تشدد کی تحقیقات کے الزام میں دو سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔

تشدد اور بدسلوکی کے متاثرین کے حقوق شدید طور پر محدود ہیں ، تشدد کے متاثرین کی وضاحت کرنے والا کوئی جامع قانون نہیں ہے ، جس کی وجہ سے زیادہ تر زندہ بچ جانے والے افراد مناسب تدارک یا بازآبادکاری سے محروم ہیں۔ **شکایات کا طریقہ کار** غیر موثر ہے اور اکثر شکایت کنندگان کے خلاف انتقامی کارروائی کا باعث بنتا ہے۔ اگرچہ نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن موجود ہے، لیکن اسے ناکافی آزادی اور متاثرین کی ضروریات کے لئے ناکافی ردعمل کی وجہ سے تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

## عام معلومات

**مقدمے کی سماعت سے قبل قیدی / ریمانڈ قیدی (جیل کی آبادی کا فیصد):** 75.8%

**جیل کی آبادی (قومی آبادی کے فی 100,000):** 41

**آزادی سے محروم افراد:** 573,220

**آبادی:** 1.460.736.310

**OPCAT**
توثیق: توثیق نہیں کی گئی

**تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کا کنونشن:**
توثیق نہیں کی گئی

**حکومت کی قسم:**
وفاقی جمہوریہ

**قتل کی شرح (فی 100.000 افراد):** 3

**جیل وں میں قیدیوں کی تعداد:**
131.4%

**آبزرویٹری فار ہیومن رائٹس کی جانب سے جاری کردہ الرٹ 2024 میں محافظ:11**

**دستاویزی گرفتار انسانی حقوق کے محافظ:** کوئی ڈیٹا نہیں

## موضوعاتی ستون کا جائزہ

## سیاسی وابستگی

انڈیکس اسکور: کافی خطرہ

بھارت تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا (سی آئی ڈی ٹی پی) کو مؤثر طریقے سے روکنے کے لئے ناکافی سیاسی عزم کا مظاہرہ کرتا ہے۔ آئینی پابندیوں کے باوجود، ملک میں خاص طور پر تشدد یا سی آئی ڈی ٹی پی کو جرم قرار دینے کے لئے مخصوص قومی قانون سازی کا فقدان ہے۔ ہندوستان نے تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کے کنونشن (یو این سی اے ٹی) جیسے اہم بین الاقوامی معاہدوں کی توثیق نہیں کی ہے ، حالانکہ ایسا کرنے کے لئے بار بار یو پی آر سفارشات ، اس کے اختیاری پروٹوکول (او پی سی اے ٹی) ، آئی سی سی پی آر کا دوسرا اختیاری پروٹوکول جس کا مقصد موت کی سزا کو ختم کرنا ہے یا جبری گمشدگی سے تمام افراد کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی کنونشن ہے۔

انسداد دہشت گردی کے ایک رجعت پسند قانون، غیر قانونی سرگرمی (روک تھام) ایکٹ (یو اے پی اے) میں جولائی 2019 میں ترمیم کی گئی تھی، جس نے حکام کو کارکنوں اور انسانی حقوق کے محافظوں سمیت افراد کو دہشت گرد قرار دینے کے قابل بنا کر حالات کو نمایاں طور پر خراب کر دیا تھا۔ **سال 2018 سے لے کر اب تک کم از کم 61 ایچ آر ڈی کو یو اے پی اے اور/یا دہشت گردی/سکیورٹی قوانین کے تحت جیل بھیجا جا چکا ہے۔**

OMCT
SOS-Torture Network

ہندوستان نے حال ہی میں تین نئے قوانین متعارف کروا کر اپنے فوجداری قانونی فریم ورک میں تبدیلی کی ہے: *بھارتیہ نیائے سنہتا، 2023 (بی این ایس)*، جو تعزیرات ہند (مثال کے طور پر اعتراف جرم پر دفعہ 120) کی جگہ لیتا ہے؛ *بھارتیہ شہری سرکشا سنہاتا، 2023 (بی این ایس ایس)*، جو ضابطہ فوجداری کی جگہ لیتا ہے؛ اور بھارتیہ سکشیا بل، 2023 (بی ایس بی)، جو انڈین ایویڈنس ایکٹ کی جگہ لیتا ہے۔

ہندوستان کا بین الاقوامی نگرانی کے میکانزم کے ساتھ کم سے کم رابطہ ہے۔ اگرچہ حکومت نے اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے تشدد کو باضابطہ طور پر ملک کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے ، لیکن اس نے اس طرح کے دوروں کو مؤثر طریقے سے روک دیا ہے۔ اس نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران رپورٹر کی طرف سے 50 فیصد سے بھی کم مواصلات کا جواب دیا ہے اور کم سے کم ٹھوس معلومات فراہم کی ہیں۔

## 2. پولیس کی بربریت کا خاتمہاور ادارہ جاتی تش

### انڈیکس اسکور: ہائی رسک

بھارت میں پولیس کی بربریت اور ادارہ جاتی تشدد بدستور رائج اور منظم ہے، جس میں قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی جانب سے تشدد، بدسلوکی اور ماورائے عدالت ہلاکتوں کے اکثر واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ دسمبر 2020 کے پریم ویر سنگھ بمقابلہ بلجیت سنگھ معاملے میں سپریم کورٹ آف انڈیا نے پولیس اسٹیشنوں اور مرکزی تحقیقاتی ایجنسی کے دفاتر میں سی سی ٹی وی کیمروں کی تنصیب کو لازمی قرار دیتے ہوئے رہنما خطوط جاری کیے تھے، جس میں کیمرے کی خصوصیات، جگہ اور فوٹیج کو ذخیرہ کرنے اور اس تک رسائی جیسے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا تھا۔ تاہم، تعمیل اب بھی ناقص ہے، 2،701 پولیس اسٹیشنوں میں کسی بھی کیمرے کی کمی ہے۔ جہاں کیمرے نصب کیے جاتے ہیں، وہاں زیادہ تر کوریج، تکنیکی خصوصیات اور اسٹوریج کی صلاحیت کے بارے میں عدالت کے معیارات پر پورا اترنے میں ناکام رہتے ہیں۔

حراست میں تشدد کے نتیجے میں موت اکثر قیدیوں کی منتقلی کے دوران یا پولیس اسٹیشنوں اور اسپتالوں کے اندر ہوتی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے افسران گرفتاریوں سے پہلے اور دوران معلومات حاصل کرنے کے لئے باقاعدگی سے مار پیٹ اور دھمکیوں جیسے غیر قانونی طریقوں کا استعمال کرتے ہیں ۔ آتشیں اسلحے کے غلط استعمال کے نتیجے میں شدید چوٹیں اور ہلاکتیں ہوئی ہیں ، خاص طور پر دلتوں ، آدیواسیوں ، مسلمانوں ، ایل جی بی ٹی کیو آئی اے + افراد ، مہاجر مزدوروں اور بے گھر افراد جیسے پسماندہ گروہوں کو متاثر کیا گیا ہے۔ یہ گروہ باقاعدگی سے شدید جسمانی تشدد، جسم کی تلاشی اور امتیازی پولیسنگ کے طریقوں کا سامنا کرتے ہیں۔ غیر سرکاری حراستی مقامات، جن میں خالی عمارتیں، سرکاری دفاتر اور یہاں تک کہ ہوٹل کے کمرے بھی شامل ہیں، پولیس کی بربریت کے عام مقامات بن چکے ہیں، جہاں قیدیوں کو زبردستی اعتراف جرم حاصل کرنے کے لیے مار پیٹ، دھمکیوں اور دیگر قسم کے ناروا سلوک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

نئے طریقہ کار کے قوانین کے تحت سرکاری عہدیداروں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے لیے انتظامی منظوری کی دیرینہ ضرورت برقرار ہے، لیکن ایک نئی شق کا مقصد حراستی تشدد کے معاملات میں اس رکاوٹ کو دور کرنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر منظوری دینے والی اتھارٹی 120 دنوں کے اندر جواب دینے میں ناکام رہتی ہے تو منظوری کو منظور سمجھا جائے گا۔ تاہم، قوانین تفتیش کے دوران پولیس تحویل کی اجازت شدہ مدت میں بھی نمایاں طور پر توسیع کرتے ہیں.

عدالتی مداخلت کے باوجود، احتساب کم ہے، **قومی انسانی حقوق کمیشن نے 2024 میں تقریبا 2،739 حراستی اموات اور 2023 میں تقریبا 2،400 معاملوں کی اطلاع دی۔** 'انکاؤنٹر اسپیشلسٹ' کہلانے والے پولیس اہلکاروں کو ماورائے عدالت قتل کرنے اور ادارہ جاتی ملی بھگت کا مظاہرہ کرنے پر ترقیاں دی جاتی ہیں۔ انسانی حقوق کے محافظوں، خاص طور پر زمین اور ماحولیاتی مسائل سے نمٹنے والوں کو اکثر احتیاطی حراست، تشدد اور غیر قانونی گرفتاریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

## 3. اذیت سے آزادی  آزادی سے محروم رہتے ہوئے

### انڈیکس اسکور: ہائی رسک

ہندوستان میں آزادی سے محروم افراد کو انسانی حقوق کی سنگین اور منظم خلاف ورزیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ **صرف 2022 میں عدالتی تحویل میں کل 1995 قیدیوں کی موت ہوئی جن میں 159 غیر فطری اموات بھی شامل ہیں۔** نیشنل کرائم ریکارڈ س بیورو (این سی آر بی) کے 2022 کے جیل کے اعداد و شمار کے مطابق، **جیلوں میں قیدیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ اس صورت حال کو نمایاں طور پر بڑھا دیتا ہے، کیونکہ جیلوں میں قیدیوں کی تعداد قومی اوسط شرح 131.4 فیصد** ہے۔ یہ بھیڑ غیر متناسب طور پر غریب قیدیوں کو متاثر کرتی ہے، جو ناکافی خوراک، کپڑوں اور بستروں کی وجہ سے شدید متاثر ہوتے ہیں، جس سے ان کے معیار زندگی مزید خراب ہو جاتے ہیں۔

بھارتی جیلوں میں پسماندہ طبقات کے خلاف امتیازی سلوک خطرناک حد تک عام ہے، جو بنیادی طور پر ذات پات، مذہب، معاشی حیثیت، معذوری اور جنسی رجحان سے متاثر ہے۔ ادارہ جاتی غفلت کی ایک قابل ذکر مثال **پروفیسر بی این سائی بابا کی ہے، جو 90 فیصد معذور اور وہیل چیئر پر رہنے کے باوجود مناسب سہولیات کے بغیر 10 سال سے زیادہ عرصہ جیل میں گزارے، جس سے ان کی صحت بری طرح خراب ہوئی۔** انہیں 9 مئی 2014 کو دہلی میں من مانے طریقے سے گرفتار کیا گیا تھا اور 7 مارچ 2017 کو غیر قانونی سرگرمی (روک تھام) ایکٹ (یو اے پی اے) کے تحت ایک دہشت گرد تنظیم کی سازش اور رکنیت کے الزام میں عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ 2018 میں اعصاب کو پہنچنے والے نقصان اور مناسب طبی امداد کی کمی کی وجہ سے ان کا بائیں بازو مفلوج ہو گیا تھا۔ تشدد یا بدسلوکی کا سامنا کرنے والے قیدیوں کے لئے شکایات کا طریقہ کار بڑی حد تک غیر مؤثر ہے۔ آزادانہ طبی تشخیص شاذ و نادر ہی مداخلت کے بغیر ہوتی ہے ، اور تشدد کے ملزم عملے کو تحقیقات کے دوران شاذ و نادر ہی معطل کیا جاتا ہے۔ بدسلوکی کی اطلاع دینے والے قیدیوں کو اکثر انتقامی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے تلاشی میں اضافہ، بلاجواز سزائیں، تنہائی قید، دھمکیاں اور یہاں تک کہ موت۔

اس کے علاوہ، وزارت داخلہ اور قومی انسانی حقوق کمیشن کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 2022 اور 2023 کے درمیان مغربی بنگال میں پولیس حراست میں اموات میں 300 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ **ہندوستان میں مجرمانہ ذمہ داری کی کم از کم عمر خطرناک حد تک کم ہے، صرف 8 سال۔** اگرچہ سول سوسائٹی کے ممبروں کو غیر سرکاری طور پر جیل جانے کی اجازت دینے والی نظریاتی دفعات موجود ہیں ، لیکن عملی طور پر ، رسائی محدود ہے ، اور ایچ آر ڈیز کو حراستی مراکز کے اندر حالات کو عوامی طور پر دستاویزی شکل دینے پر اکثر انتقامی کارروائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

## چہارم: استثنیٰ کا خاتمہ

انڈیکس اسکور: ہائی رسک

اہم قانونی اور ادارہ جاتی خامیوں کی وجہ سے ہندوستان میں تشدد کے لئے استثنیٰ اب بھی موجود ہے۔ ملک میں تشدد کو واضح طور پر جرم قرار دینے کے لئے جامع گھریلو قانون سازی کا فقدان ہے ، عام طور پر مقدمات کو پولیس یا عدالتی تحویل میں اموات کے طور پر درجہ بندی کیا جاتا ہے۔ متاثرین اور گواہوں کے تحفظ کے قوانین کی عدم موجودگی رپورٹنگ کی شدید حوصلہ شکنی کرتی ہے، اس صورتحال کو صرف جزوی طور پر سپریم کورٹ کے 2018 کے فیصلے (مہندر چاولہ اور او آر ایس بمقابلہ یونین آف انڈیا) کے ذریعے حل کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود، طویل عدالتی عمل کی وجہ سے متاثرین کو شاذ و نادر ہی قانونی امداد تک رسائی حاصل ہوتی ہے، جو اکثر بغیر کسی حل کے کئی سالوں تک جاری رہتی ہے۔

قومی اور ریاستی انسانی حقوق کمیشن سمیت ادارہ جاتی میکانزم میں مسلح افواج کی خلاف ورزیوں پر دائرہ اختیار کا فقدان ہے، جس کی وجہ سے احتساب میں مزید خامیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مارچ 2025 میں منعقدہ اپنے 45 ویں اجلاس کے دوران گلوبل الائنس آف نیشنل ہیومن رائٹس انسٹی ٹیوشنز (جی اے این ایچ آر آئی) نے ہندوستان کے نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن (این ایچ آر سی) کو 'اے' سے 'بی' درجہ دینے کی سفارش کی ہے۔ مزید برآں، گنہری نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ این ایچ آر سی نے 'سکڑتی ہوئی شہری جگہ اور انسانی حقوق کے محافظوں، صحافیوں اور مبینہ ناقدین کو نشانہ بنانے کے بڑھتے ہوئے واقعات' پر توجہ نہیں دی ہے۔

فرانزک تحقیقات کی محدود صلاحیت اس مسئلے کو پیچیدہ بناتی ہے، کیونکہ *فارنسک اداروں کو چلانے یا بین الاقوامی معیارات کی پاسداری کو لازمی قرار دینے کے لئے کوئی قومی قانون سازی نہیں ہے*. اس سے تشدد کی تحقیقات میں درست اور غیر جانبدارانہ شواہد جمع کرنے میں مزید چیلنجز پیدا ہوتے ہیں۔

مبینہ مجرموں کے خلاف مقدمات کے نتیجے میں اکثر سزائیں سنائی جاتی ہیں، جس سے استثنیٰ کو تقویت ملتی ہے۔ متاثرین، عینی شاہدین اور وکیلوں کو ڈرانے دھمکانے اور بدنام کرنے جیسے انتقامی اقدامات عام ہیں، اور پولیس اور استغاثہ اکثر فعال طور پر شکایات درج کرنے کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

## ۷. متاثرین کے حقوق

انڈیکس اسکور: ہائی رسک

ہندوستان میں تشدد اور بدسلوکی کے متاثرین کے لئے قانون سازی میں نمایاں خلا اور موجودہ تحفظ کا ناکافی نفاذ ہے۔ فی الحال، تشدد کے متاثرین کی تعریف کرنے والا کوئی جامع قومی قانون موجود نہیں ہے، اگرچہ بکھری ہوئی قانونی دفعات مخصوص گروہوں کے لئے کچھ حفاظتی اقدامات فراہم کرتی ہیں. اس سے متاثرین کی انصاف اور موثر علاج تک رسائی بری طرح محدود ہو جاتی ہے۔ اس کی چند مثالیں جنئی میں وگنیش کی حراست میں موت اور تمل ناڈو کے چینگل پٹو کے ایک خصوصی جووینائل ہوم میں ایک نابالغ کا بہیمانہ قتل جیسے ہائی پروفائل واقعات ہیں، جو کمزور گروہوں کے لئے بنائے گئے حفاظتی قوانین کے غیر موثر اطلاق کو اجاگر کرتے ہیں۔ متاثرین اور ان کے اہل خانہ بامعنی تدارک کے حصول کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہتے ہیں، جو احتساب کے طریقہ کار اور عدالتی عمل دونوں میں نظام کی کمزوریوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، تشدد سے بچ جانے والوں کے لئے معاوضہ نایاب اور ناکافی ہے۔ اندازوں سے پتہ چلتا ہے کہ تشدد سے بچ جانے والوں میں سے صرف 0-25٪ کو کوئی مالی معاوضہ ملتا ہے۔ ادارہ جاتی غفلت اور متاثرین کی مدد کے جامع طریقہ کار کی کمی کے وسیع تر مسئلے کی وجہ سے تشدد سے بچ جانے والے زیادہ تر افراد مناسب نفسیاتی مدد، طبی دیکھ بھال یا انصاف سے محروم ہیں۔

## 6. سب کے لئے تحفظ

انڈیکس اسکور: ہائی رسک

ہندوستان میں کئی کمزور گروہوں کے تحفظ میں نمایاں کمی ہے۔ گزشتہ  پانچ سالوں میں خواتین اور لڑکیوں کے خلاف غیرت کے نام پر قتل کے واقعات میں اضافہ  ہوا ہے؛ تاہم، ان واقعات کو کم رپورٹ کیا جاتا ہے، اور کوئی درست اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں. اس سماجی کشمکش کے باوجود، ہندوستان میں اس سے نمٹنے کے لئے مخصوص قانون سازی کا فقدان ہے، حالانکہ لاء کمیشن کی رپورٹ نمبر 242 میں ایک مسودہ تجویز کیا گیا تھا۔ رپورٹوں میں خواتین اور لڑکیوں کے خلاف مقامی تشدد کی نشاندہی کی گئی ہے، جس کا اظہار ازدواجی اور گینگ ریپ، گھریلو تشدد، تیزاب حملوں اور برہنہ خواتین کو سڑکوں پر گھمانے جیسے طریقوں سے ہوتا ہے۔ عصمت دری کے معاملوں کو اکثر غلط طریقے سے نمٹا جاتا ہے، جج اکثر متاثرین پر الزام تراشی میں مشغول رہتے ہیں اور متاثرین پر ثبوتوں کا غیر معقول بھاری بوجھ ڈالتے ہیں، جس سے انصاف کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔ جبری اور کم عمری کی شادیاں اب بھی رائج ہیں اور حکومت ان کے خاتمے کے لیے شاذ و نادر ہی موثر اقدامات کرتی ہے۔ مزید برآں، مناسب ریاستی مداخلت یا روک تھام کی پالیسیوں کے بغیر خواتین کے ختنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ بھارتیہ نیائے سنہیتا، 2023 کے تحت ریپ کی تعریف میں ازدواجی عصمت دری شامل نہیں ہے۔

**بچوں کو بھی خطرناک استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔** بندھوا مزدوری بڑے پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے، **بچوں کو عام طور پر** بھیک مانگنے، جسم فروشی، اعضاء کی اسمگلنگ اور خطرناک روزگار جیسے پٹاخے بنانے اور دیگر خطرناک موسمی پیشوں میں مشغول ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

2024 میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ بھارت میں 6 سال میں 9600 سے زائد بچوں کو 'غلط' طور پر بالغ وں کی جیلوں میں ڈال دیا گیا۔

ہندوستان کی مقامی برادریاں، جنہیں قانونی طور پر 'درج فہرست قبائل' کہا جاتا ہے یا عام طور پر آدیواسی کے نام سے جانا جاتا ہے، اکثر پسماندگی کا شکار ہوتی ہیں، بامعنی شرکت کا فقدان ہوتا ہے اور زمین اور وسائل پر تنازعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں نکالنے والی صنعتیں، توانائی کے منصوبے اور غیر قانونی سرگرمیاں شامل ہیں۔ **بھارت کی شمال مشرقی ریاست منی پور میں یہ برادریاں** تقریبا دو سال سے نسلی تشدد کا شکار ہیں اور ریاستی سکیورٹی فورسز نے 260 سے زائد افراد کو ہلاک **اور 60 ہزار سے زائد کو بے گھر کیا ہے۔**

قومی سلامتی کے تناظر میں، افراد کو انسداد دہشت گردی کے الزامات کے تحت پوچھ گچھ کے دوران اکثر بدسلوکی، تشدد اور موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، کارکن جی این سائی بابا، جو ۹۰ فیصد وہیل چیئر پر سوار تھے، کو ناگپور جیل میں مناسب طبی دیکھ بھال کے بغیر سات سال تک ظالمانہ سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ صحافی صدیق کپن کو ذات پات کی بنیاد پر امتیازی سلوک کو بے نقاب کرنے پر دہشت گردی کے الزامات کے تحت حراست میں لیا گیا تھا۔ **انسانی حقوق کے 169 سے زائد اداروں کی موجودگی کے باوجود** حراستی مراکز کی موثر نگرانی انتہائی محدود ہے جس کی وجہ سے غیر رپورٹ شدہ خلاف ورزیوں میں مدد ملتی ہے۔

انڈیکس اسکور: ہائی رسک

بھارت میں اظہار رائے، اجتماع اور تنظیم کی آزادی کے آئینی تحفظ کے باوجود انسانی حقوق کے محافظوں (ایچ آر ڈیز) اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کو اکثر سخت پابندیوں اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ **فارن کنٹری بیوشن ریگولیشن ایکٹ 2010 کے غلط استعمال، خاص طور پر اس کی 2020 کی سخت ترمیم کی وجہ سے 30,000 سے زیادہ این جی اوز آپریشنل صلاحیتوں سے محروم ہو چکی** ہیں۔ قومی تحقیقاتی ایجنسی (این آئی اے) اور سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (سی بی آئی) جیسی ایجنسیوں کے ذریعہ غیر قانونی سرگرمیاں (روک تمام) ایکٹ (یو اے پی اے)، منی لانڈرنگ کی روک تمام کے قانون اور مختلف احتیاطی حراست کے قوانین جیسے قوانین کے اضافی غلط استعمال نے شہری آزادیوں کو بری طرح سے محدود کردیا ہے۔ 2002 کے گجرات فسادات سمیت ماضی کی خلاف ورزیوں کے لئے احتساب اور متاثرین کے لئے انصاف کا مطالبہ کرنے والے ایچ آر ڈیز کو قانونی مقدمات کا نشانہ بنایا گیا ہے اور ان کے کام کے بدلے میں جیل بھیج دیا گیا ہے۔

اس کی نمایاں مثالوں میں بھیما کورے گاؤں معاملہ شامل ہے، جہاں کارکن، وکیل اور محققین پانچ سال سے زیادہ عرصے سے جیل میں ہیں۔ اسی طرح کشمیری کارکن خرم پرویز تین سال سے زائد عرصے سے جیل **میں ہیں جبکہ 90 فیصد جسمانی طور پر معذور پروفیسر جی این سائی بابا کو ساڑھے آٹھ سال جیل میں گزارنے کے بعد بری کر دیا گیا اور چھ ماہ بعد ان کا انتقال ہو** گیا۔ صحافی صدیق کپن کو ہاتھرس میں ذات پات کی بنیاد پر ہوئے تشدد کی تحقیقات کی کوشش کرنے پر دو سال قید کی سزا کا سامنا کرنا پڑا۔ تیستا سیتلواڑ اور ریٹائرڈ آئی پی ایس افسر شری کمار جیسے کارکنوں کو سپریم کورٹ کے ریفرنسز کے بعد ۱۰ ہفتوں سے زیادہ عدالتی تحویل کا سامنا کرنا پڑا۔

عوامی اجتماعات کی نگرانی کے لیے ایچ آر ڈی کے خلاف انتقامی کارروائیاں، جیسے کسانوں کا احتجاج، اسٹرلائٹ مخالف تحریکیں، اڑیسہ کا جندال مخالف احتجاج اور میلما کسانوں کا احتجاج، عام بات ہے، اور اس میں من مانی گرفتاریاں اور محدود طبی رسائی شامل ہیں۔ ایچ آر ڈیز کو اکثر عدالتی ہراسانی، من مانی حراست اور جھوٹے الزامات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان خلاف ورزیوں سے نمٹنے کی ذمہ داری سنبھالنے والے نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن کو ایچ آر ڈی سے متعلق شکایات سے ناکافی طریقے سے نمٹنے کے لئے جی اے این ایچ آر آئی کی طرف سے نمایاں تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے، جس میں ہندوستان میں انسانی حقوق کی وکالت کے لئے جاری نظامی چیلنجوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

## شفافیت اور معلومات تک رسائی

گلوبل ٹارچر انڈیکس ہر ملک میں تشدد اور بدسلوکی کے خطرات کی پیمائش اور تشخیص کرتے وقت دستیاب معلومات تک رسائی اور شفافیت کی درجہ بندی کرتا ہے۔ اس میں معلومات کی دستیابی کے ساتھ ساتھ سول سوسائٹی کی تنظیموں کو اعداد و شمار جمع کرنے میں درپیش رکاوٹوں اور اس تک رسائی کی ان کی صلاحیت پر غور کیا جاتا ہے۔ ریاستی شفافیت اور احتساب کو یقینی بنانے کے لئے ہر معاشرے میں قانون اور عملی طور پر ڈیٹا تک رسائی کی ضمانت دی جانی چاہئے۔ یہ قانون تنظیموں، صحافیوں اور افراد کو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں عوامی اداروں، پروٹوکول اور اعداد و شمار کے بارے میں معلومات کی درخواست کرنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ انڈیکیٹر کسی ملک کے اندر معلومات تک رسائی میں چیلنجوں کی عکاسی کرتا ہے ، جس میں ہر ملک اور علاقے کو دبانے ، پوشیدہ ، محدود ، قابل رسائی یا شفاف کے طور پر درجہ بندی تفویض کی گئی ہے۔

شفافیت اور معلومات تک رسائی کی موجودہ سطح کے ہمارے جائزے کی بنیاد پر ہندوستان کا اسکور پوشیدہ ہے۔

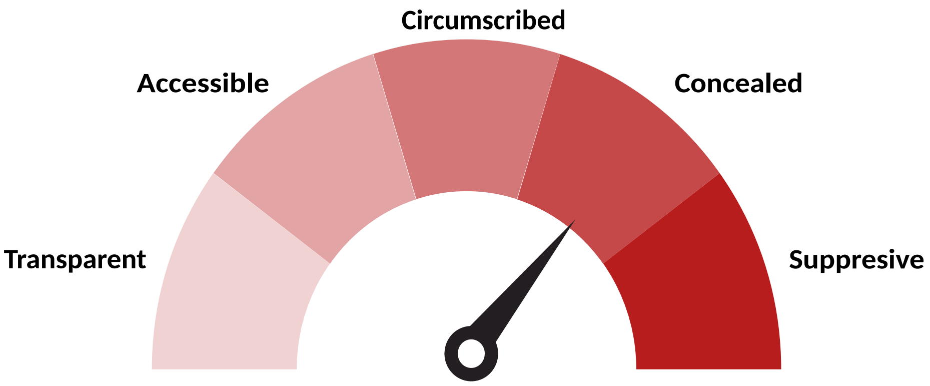


## ہندوستان میں تبدیلی کی وکالت: اہم سفارشات

انڈیکس میں ہندوستان کے لئے 5 سفارشات شامل ہیں ، جو انڈیکس ویب پیج سے لی گئی ہیں ، جو آنے والے ایڈیشنوں میں تشدد کے خلاف تحریک میں کامیابیوں کی نگرانی کے لئے حوالہ جات کے طور پر کام کریں گی۔

- تشدد کے خلاف اقوام متحدہ کے کنونشن، اس کے اختیاری پروٹوکول، اور جبری گمشدگی سے تمام افراد کے تحفظ کے کنونشن کی توثیق.
- مؤثر انٹرویو کے لئے مینڈیز اصولوں کو لاگو کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سیکیورٹی فورسز کو بڑے پیمانے پر اسمبلیوں کا انتظام کرنے کے لئے ضروری تربیت فراہم کریں - طاقت اور آتشیں اسلحے کے استعمال اور دیگر بین الاقوامی معیارات پر اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں کی تعمیل کو یقینی بنائیں۔
- انسانی حقوق کے محافظوں کے خلاف انسداد دہشت گردی، قومی سلامتی اور حفاظتی حراستی قوانین کا غلط استعمال بند کریں، اور اس بات کی ضمانت دیں کہ وہ قانونی اور پرامن انسانی حقوق کی سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے باز نہیں آئیں گے۔
- استنبول اور منی سوٹا پروٹوکول کے مطابق ، ایک عدالتی مجسٹریٹ کی نگرانی میں ، بی این ایس ایس کی دفعہ 196 (2) کے مطابق ، پولیس یا عدالتی تحویل میں ہونے والی تمام حراستی اموات کی مکمل تحقیقات کریں۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اندرونی پروٹوکول پوسٹ مارٹم شروع ہونے سے پہلے لاش دیکھنے کے اہل خانہ کے حقوق کو برقرار رکھتے ہیں ، اور اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ خاندان کو پوسٹ مارٹم رپورٹ اور ویڈیو ریکارڈنگ دونوں اسی دن ملیں۔
- انسانی حقوق کے تحفظ کے قانون (2019) میں ترمیم کی جائے تاکہ گلوبل الائنس آف نیشنل ہیومن رائٹس انسٹی ٹیوشنز کی سفارشات کو یکجا کیا جا سکے اور اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن آف انڈیا اپنی آزادی، خودمختاری اور موثر تحقیقاتی اختیارات کو برقرار رکھے ۔

OMCT
SOS-Torture Network

## سوشل میڈیا پر ہمیں فالو کریں

ہم آپ کو GlobalTortureIndex# کا استعمال کرتے ہوئے ڈیٹا تلاش کرنے اور سوشل میڈیا پر اپنے خیالات کا اشتراک کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اعداد و شمار کے ساتھ مشغول ہوکر اور بامعنی گفتگو کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے ملک کے موقف کا اشتراک کرکے آگاہی پھیلانے میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ آگاہی بڑھانے اور مثبت تبدیلی کو فروغ دینے میں آپ کی شرکت ضروری ہے۔

## سوشل میڈیا پر ہمارے ساتھ رابطہ کریں:

OMCT
SOS-Torture Network